حضرت مُعاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

فضائل و مناقب اور اعتراضات کا اُصولی جائزہ

شیخ الطریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں

ہر چیز باکمال عطا ہوئی: 3

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیات قرآنیہ کے مصداق: 3

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیثِ نبویہ کے مصداق: 4

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور خاص مصداق: 4

مذکورہ خصوصی فضائل نہ بھی ہوتے: 6

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص دوستوں کا مقدر: 7

کیسی تاریخی روایات کو چھوڑا جائے گا؟: 7

تاریخی روایات کی بنیاد پر تنقید معتبر نہیں: 8

صحابہ دین اسلام کے عینی گواہ ہیں: 9

امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ: 10

مشاجراتِ صحابہ: 10

اہل السنۃ والجماعۃ کا معتدل موقف: 10

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احترام: 12

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام: 14

فریقین کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ: 14

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح: 15

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجے کی محبت ہے تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی عطا کیا ہے باکمال عطا کیا ہے۔

ہر چیز باکمال عطا ہوئی:

زمانہ، علاقہ، قوم، قبیلہ، خاندان، گھرانہ، جسم، حسن، جمال، بچپن، لڑکپن، جوانی، ازواج، آل اولاد، مزاج، نبوت، ختم نبوت، قرآن، سنت، دین، علم، عمل، اخلاص، تقویٰ، للّٰہیت، خشیت، معرفت، قربت، وفا وایفاء، تبلیغ، صبر، تحمل، بردباری، عفو ودرگزر، حوصلہ واستقامت، آیات ومعجزات، اسراء، معراج، ہجرت، غزوات، فتوحات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرات، حجرہ و مسجد، حیات و وفات، حیات بعد الوفات، مدفن ومسکن، شفاعت، جنت، قُرب الٰہی کے درجات و مقامات جب ہر چیز ہی باکمال عطا کی ہے تو کیا جو جماعت عطا کی ہے (کہ درجہ اسباب میں جس پر مقاصد نبوت کی تکمیل منحصر ہے) وہ باکمال عطا نہ کی ہو گی؟ یقیناً وہ بھی بلکہ اس کا ایک ایک فرد خدا کا انتخاب بھی ہے اور باکمال بھی ہے۔ اسی مقدس ومطہر جماعت کے ایک عظیم الشان اور جلیل القدر فرد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیات قرآنیہ کے مصداق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام و مرتبے کو بیان کرنے کے لیے جس قدر آیات قرآنیہ موجود ہیں ان تمام آیات قرآنیہ کا مصداق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیثِ نبویہ کے مصداق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام و مرتبے کو بیان کرنے کے لیے جس قدر احادیث مبارکہ موجود ہیں ان تمام احادیث مبارکہ کا مصداق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور خاص مصداق:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات بھی موجود ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 3842

ترجمہ: حضرت عبد الرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

2: عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰى مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 3843

ترجمہ: حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا والی مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: حضرت معاویہ کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں یہ الفاظ خود سنے ہیں کہ اے اللہ معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (اب ان کے ذریعے ہدایت ہی پھیلے گی)

3: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِّهِ الْعَذَابَ۔

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:7210

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ السُلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔

4: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ

مسند احمد، رقم الحدیث:16933

ترجمہ: اے میرے معاویہ! اگر آپ کو کسی علاقے کا والی (گورنر) بنا دیا جائے تو خوفِ خدا کو ملحوظ رکھ کر عدل و انصاف قائم کرنا۔

5: قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ؟ ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ(مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ)

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2382

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ کے جلاد شُفیا اصبحی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ایک حدیث آپ کو سنائی کہ قیامت کے دن عالم، مجاہد اور تیسرا سخی ان سے حساب کتاب لیا جائے گا اور یہ لوگ اپنی فاسد نیتوں کی وجہ سے اس میں ناکام ہو جائیں گے تو ان کو جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جب ان لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی تو باقیوں کا کیا حال ہو گا؟

یہ سن کر حضرت امیر معاویہ بہت روئے بہت روئے یہاں تک کہ حاضرین مجلس کو یہ خیال ہونے لگا کہ شاید آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے پھر تھوڑی دیر بعد جب کیفیت سنبھلی تو آپ نے قرآن کریم(سورۃ ھود کی مذکورہ آیات) کی تلاوت فرمائی۔

مذکورہ خصوصی فضائل نہ بھی ہوتے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی رسول ہونا روز روشن کے طرح واضح ہے وہ لوگ جو آپ کے بارے میں بُری زبان استعمال کرتے ہیں وہ بھی اس

حقیقت کا کسی صورت انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن بالفرض آپ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا مخصوص و متعین فضائل نہ بھی ہوتے تب بھی آپ رضی اللہ عنہ کی عزت و احترام، شان و مقام، جاہ و منقبت، شرافت و کرامت ذرہ برابر کمی نہیں آسکتی کیونکہ آپ صحابیت کے مقام پر فائز ہیں اور صحابیت ایسا مقام ہے جو محض اللہ کی عطا (محنت و ریاضت سے ملنے والا نہیں) ہے جو اس مقدس جماعت کے علاوہ دنیا کے کسی اور انسان کے نصیب میں نہیں آئی۔

رسول اللہ ﷺ کے مخلص دوستوں کا مقدر:

اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے ان کے مقدر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ، تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ، فیض یافتہ مخلص دوست بنیں گے اور خدا کے نازل کردہ دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے آپ کا ہر طرح ساتھ دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین کو اصلی اور عملی صورت میں امت کے سپرد کریں گے۔

کیسی تاریخی روایات کو چھوڑا جائے گا؟:

صحابہ کرام واہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین تاریخی نہیں بلکہ قرآنی شخصیات ہیں۔ اس لیے

- ہر ایسی تاریخی روایات جو قرآن کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی تاریخی روایت جو احادیثِ معتبرہ کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی روایت جو صحابی کی مشہور سیرت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی روایت جو عقل سلیم کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

تاریخی روایات کی بنیاد پر تنقید معتبر نہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معیار جاننے کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، تاریخ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضرات صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کسی بھی مؤرخ یا محدث یا محقق کی جرح کو اہمیت دے کر کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے محدثین کرام رحمہم اللہ کے اس اصول کو مد نظر رکھا جائے جو انہوں نے امت کی مقتدر ہستیوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 241ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ رَجُلٍ ثَبَتَ عَدَالَتُهُ لَمْ يُقْبَلْ فِيهِ تَجْرِيحُ أَحَدٍ۔

دراسات فی الجرح والتعدیل ص61

ترجمہ: جس شخص کی عدالت ثابت ہو اس کے متعلق کسی کی جرح و تنقید معتبر نہیں ہے۔

امام عبد الوہاب بن علی سبکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 771ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ ثَبَتَتْ عَدَالَتُهُ وَإِمَامَتُهُ وَكَثُرَ مَادِحُوْهُ وَنَدُرَ جَارِحُوْهُ وَكَانَتْ هُنَاكَ قَرِيْنَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى سَبَبِ جَرْحِهِ مِنْ تَعَصُّبٍ مَذْهَبِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ فَإِنَّا لَا نَلْتَفِتُ إِلَى الْجَرْحِ فِيْهِ وَيَعْمَلُ فِيْهِ بِالْعَدَالَةِ۔

قاعدۃ الجرح والتعدیل ص9

ترجمہ: جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو جائے اوران کی مدح کرنے والے کثیر لوگ ہوں اور جرح کرنے والے بہت تھوڑے سے لوگ ہوں اور

یہاں پر ایک قرینہ بھی موجود ہو کہ یہ جرح تعصب مذہبی کی وجہ سے یا کسی اور (عناد) کی وجہ سے کی جارہی ہے تو ہم ایسی جرح کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور ہم اس میں عادل ہونے ہی کو لیں گے۔

صحابہ دین اسلام کے عینی گواہ ہیں:

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق بدزبانی کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

اِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنتقصُ اَحداً مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ زِنْدِيْقٌ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّسُوْلَ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْاٰنُ حَقٌّ وَاِنَّمَا اَدّٰى اِلَيْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ اَلصَّحَابَةُ وَهٰؤُلَآءِ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّجْرَحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوْا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ۔

الکفایۃ ص49

ترجمہ: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو صحابہ میں سے کسی ایک کی شان کو گھٹا رہا ہو تو جان لو کہ یہ شخص زندیق ہے اس لیے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور ہمار قرآن برحق ہیں اور یہ قرآن وسنت ہمیں صحابہ ہی نے پہنچائے ہیں اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں یعنی صحابہ کو مجروح کرکے ہماری کتاب وسنت کو باطل کردیں۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں صحابہ کرام واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کو دیکھا جائے تو یہ وہ طبقہ ہے جن کی عدالت وثقاہت کی گواہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے لہٰذا ان کے مقابلے میں تاریخی روایات پر اعتماد اور اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ:

اِنَّ الصَّحَابَۃَ کُلُّھُمْ عَدُوْلٌ بِتَعْدِیْلِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لَھُمْ

دراسات فی الجرح والتعدیل ص167

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی تعدیل کی وجہ سے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل ہیں۔

اگر کسی بھی کتاب میں چاہے اس کا مصنف علم کے کتنے ہی بلند معیار پر کیوں نہ ہو اگر کسی بھی صحابی کے متعلق اس میں کوئی ایسی بات پائی جائے جس سے اس صحابی کی عظمت شان مرجوح ہو رہی ہو تو ایسی روایت کا صحیح محمل تلاش کیا جائے گا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا فیصلہ قطعی ہے اور تاریخی روایت محض ظنی اور تخمینی ہیں اور ظن کبھی حق کے مقابل نہیں بن سکتا۔

مشاجراتِ صحابہ:

مشاجرات کا لغوی معنی ہوتا ہے ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات پیش آئے ہیں۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا معتدل موقف:

ان جنگوں اور مشاجرات کی وجہ سے دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب اور جلالتِ شان کو ذہن میں رکھتے ہوئے صواب اور اس کے مقابلے میں خطاء کا معتدل نظریہ اپنانے میں کوئی حرج اور ان کے مقام پر حرف نہیں آتا۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں جو لوگ آئے وہ خطا پر تھے ان کی "اجتہادی خطاء" تھی جسے کسی صورت "باطل" نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا مقام کم نہیں ہوا، کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا، ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:7352

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب حاکم (یا مجتہد) کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اگر وہ فیصلہ درست ہو اس کے لیے دہرا اجر ہے اور اگر فیصلہ میں خطا ہو جائے تو بھی اسے ایک اجر ضرور دیا جائے گا۔

امام ملا علی قاری رحمہ اللہ (م:1014ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللهُ: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ أَيْدِينَا مِنْهَا فَلَا نُلَوِّثُ أَلْسِنَتَنَا بِهَا۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث:5401

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مشاجرات کے بارے میں) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام فریقوں کے خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا اب ہم اپنی زبانوں کو ان کے بارے میں بدزبانی اور طعنہ زنی کرنے میں ملوث نہیں کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احترام:

پہلا واقعہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خونِ عثمان کے بارے باہمی جنگ ہو رہی تھی اس وقت اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے رومی بادشاہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی کہ میں اس جنگ میں آپ کا یہ تعاون کر سکتا ہوں کہ اپنی عظیم فوج آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ آپ علی رضی اللہ عنہ کو شکست دے سکیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو درج ذیل خط لکھا:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَيْهِ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَتَرْجِعْ إِلَى بِلَادِكَ يَا لَعِينُ لَأَصْطَلِحَنَّ أَنَا وَابْنُ عَمِّي عَلَيْكَ وَلَأُخْرِجَنَّكَ مِنْ جَمِيعِ بِلَادِكَ وَلَأُضَيِّقَنَّ عَلَيْكَ الْأَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَافَ مَلِكُ الرُّومِ وَانْكَفَّ۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ترجمۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے لعنتی انسان! اگر تو اپنی عادتوں سے باز نہ آیا اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ گیا تو میں تیرے خلاف اپنے چچازاد بھائی (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا اور تجھے یہاں سے نکال دوں گا اور زمین کو وسعت کے باوجود تیرے اوپر تنگ کر دوں گا۔ اس بات سے رومی بادشاہ خوف زدہ ہوا اور باز آ گیا۔

دوسرا واقعہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد محض اپنی خلافت قائم کرنا نہ تھا بلکہ آپ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

قال أبو مسلم الخولاني وجماعة لمعاوية: أنت تنازع عليا هل أنت مثله فقال: لا والله إني لأعلم أن عليا أفضل مني وأحق بالأمر، ولكن ألستم تعلمون أن عثمان قتل مظلوما، وأنا ابن عمه، وإنما أطلب بدمه، فأتوا عليا فقولوا له: فليدفع إلى قتلة عثمان وأسلم له۔

تاریخ الإسلام للذھبی، ج3 ص540

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑا کرتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟

اور میں اُن کا چچازاد بھائی ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو محض خلافت سے کوئی غرض نہیں تھا ان کا مطالبہ صرف قتل عثمان کا قصاص لینا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام:

وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا. اَلْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآء۔

نہج البلاغۃ، ج3، ص114

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ یقیناً ہم دونوں (میرا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کا رب ایک (اللہ ہی) ہے۔ ہمارا نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہے۔ ہماری اسلام کی دعوت ایک ہی ہے نہ تو ہم اُن سے اللہ پر ایمان لانے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں آگے بڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ہم سے اس بارے آگے بڑھے ہوئے ہیں یعنی ہم دونوں برابر ہیں۔ ہمارا اختلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون (قتل) کے بارے اختلاف ہوا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

فریقین کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلَى يَوْمِ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 39035

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین جو

اس جنگ میں شہید ہو گئے دونوں جنتی ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح:

دونوں فریقین صلح کے لیے رمضان المبارک 37ھ میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے لیکن کسی بات پر اتفاق نہیں ہوا بالآخر ۴۰ھ میں دونوں فریقوں میں معاہدہ جنگ بندی ہوئی اور صلح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح و مصالحت کر کے بیعت کر لی یہ مصالحت اور صلح حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی بشارت کے موافق ہوئی تھی۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3629

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے آئے اور انہیں اپنے ساتھ منبر پر براجمان کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو (عظیم) جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

والسلام

پیر، 14 فروری، 2022ء